علم بلاغت

کسی شعر یا کلام میں لفظ اور معنی کے تعلق اور الفاظ کے فنکارانہ استعمال کے مختلف پیرایوں کے مطالعہ کے علم کو علم بلاغت کہتے ہیں۔

اس کے دو حصے ہیں: 'علم بیان' اور 'علم بدیع'

کسی شعر یا کلام میں آئے الفاظ کے حقیقی اور مجازی معنوں کے تعلق کا مطالعہ 'علم بیان' ہے۔

اس کے تحت درج ذیل چار صورتوں کا مطالعہ کرتے ہیں:

1. **تشبیہ:** دو چیزوں کے کسی صفت میں ایک دوسرے کے شریک ہونے کو تشبیہ کہتے ہیں۔ دوسرے الفاظ میں تشبیہ یہ ہے کہ کسی چیز کو دوسری چیز سے صفت کی بنیاد پر مشابہ کیا جائے اور وجہِ مماثلت موجود ہو۔

[جس کو تشبیہ دی جائے وہ مُشبّہ اور جس سے تشبیہ دیں وہ مشبّہ بہ کہلاتا ہے]

مثال: ہستی اپنی حباب کی سی ہے — یہ نمائش سراب کی سی ہے (میر تقی میرؔ)

[پہلے مصرعے میں ہستی کو حباب سے اور دوسرے مصرعے میں نمائش کو سراب سے تشبیہ دی گئی ہے اور دونوں میں وجہِ مماثلت ہے ان کی جلد فنا ہو جانے کی صفت۔]

2. **استعارہ:** جب کسی لفظ کے حقیقی اور مجازی معنوں میں تشبیہ کا تعلق ہو تو علم بلاغت کی اصطلاح میں ایسے مجاز کو استعارہ کہتے ہیں۔

مثال: کس شیر کی آمد ہے کہ رن کانپ رہا ہے — رن ایک طرف چرخ کہن کانپ رہا ہے (مرزا سلامت علی دبیرؔ)

[یہاں شیر کے مجازی معنی ہیں حضرت امام حسینؑ اور چونکہ ان کو شیر سے تشبیہ دی جا سکتی ہے اس لیے شیر حضرت امام حسینؑ کا استعارہ ہے۔]

3. **مجاز مرسل:** جب کوئی لفظ اپنے حقیقی معنی کے بجائے مجازی معنوں میں استعمال ہوا ہو اور حقیقی اور مجازی معنوں میں تشبیہ کا تعلق نہ ہو تو علم بلاغت کی اصطلاح میں ایسے مجاز کو مجاز مرسل کہتے ہیں۔

مثال: بے خطر کود پڑا آتش نمرود میں عشق — عقل ہے محو تماشائے لب بام ابھی (علامہ اقبالؔ)

[یہاں عشق سے مراد عشق الٰہی میں ڈوبا ہوا کوئی شخص ہے اور اس شخص سے مراد حضرت ابراہیمؑ ہیں چونکہ عشق اور حضرت ابراہیمؑ میں تشبیہ کا تعلق بھی نہیں اس لیے یہ مجاز مرسل کی مثال ہے۔]

4. **کنایہ** : کسی لفظ کو اس طرح استعمال کرنا کہ بیک وقت اس کے حقیقی اور مجازی دونوں معنی مراد لیے جا سکیں علم بلاغت کی اصطلاح میں کنایہ کہلاتا ہے۔

مثال: صبح آیا جانبِ مشرق نظر — اک نگارِ آتشیں رخ سر کھلا (مرزا غالبؔ)

[یہاں نگار اپنے حقیقی معنی بھی دیتا ہے اور سورج کا کنایہ بھی ہے۔]

کسی شعر یا کلام میں آئے الفاظ اور اس کے معانی میں موجود خوبیوں کے مطالعہ کا علم 'علم بدیع' ہے۔

یہ خوبیاں 'صنعت' کہلاتی ہیں اور دو طرح کی ہوتی ہیں: 'صنائع معنوی' اور 'صنائع لفظی'۔

صنائع معنوی: اس کے تحت معنی کی خوبیوں کا مطالعہ کرتے ہیں۔ چند اہم صنائع معنوی درج ذیل ہیں:

1. **تضاد** : کسی شعر یا کلام میں ایسے الفاظ یا ایسی باتوں کا استعمال کرنا جو ایک دوسرے کی ضد یا برعکس ہوں علم بلاغت کی اصطلاح میں صنعت تضاد کہلاتا ہے۔

مثال: ستم کو ہم کرم سمجھے، جفا کو ہم وفا سمجھے — جو اس پر بھی نہ وہ سمجھے تو اس بت سے خدا سمجھے (ذوقؔ)

[ستم کے ساتھ کرم، جفا کے ساتھ وفا، اور بت کے ساتھ خدا کا استعمال صنعت تضاد کی مثال ہے۔]

2. **ایہامِ تضاد** : کسی شعر یا کلام میں ایسے الفاظ یا ایسی باتوں کا استعمال کرنا جن میں لفظی اعتبار سے تضاد ہو لیکن معنوی طور پر تضاد نہ ہو علم بلاغت کی اصطلاح میں صنعت ایہام تضاد ہے

مثال: کون ہوتا ہے وقتِ بد میں شریک ابر روتا ہے، برق ہنستی ہے (بیتابؔ)

[لفظی اعتبار سے رونے اور ہنسنے میں تضاد ہے لیکن پانی برسنے اور بجلی چمکنے میں کوئی تضاد نہیں اس لیے یہ تضاد کی نہیں صنعت ایہام تضاد کی مثال ہے۔]

3. **مراعات النظیر** : کسی شعر یا کلام میں ایسے الفاظ یا ایسی باتوں کا استعمال کرنا جن میں ایک ربط، تعلق اور رشتہ ہو لیکن تضاد نہ ہو علم بلاغت کی اصطلاح میں صنعت مراعات النظیر کہلاتا ہے۔

مثال: کبھی سبزہ و برگ و شاخ پر، کبھی غنچہ و گل و خار پر میں چمن میں چاہے جہاں رہوں مراحق ہے فصل بہار پر

[سبزہ، برگ، شاخ، غنچہ، گل، خار اور فصل بہار سب کا تعلق چمن سے ہے اور ان میں تضاد بھی نہیں اس لیے یہ مراعات النظیر کی مثال ہے۔]

4. **ایہام/توریہ** : کسی شعر یا کلام میں ایسے لفظ کا استعمال کرنا جس کے دو معنی ہوں، ایک قریب کا ایک دور کا اور سننے والے یا پڑھنے والے کا ذہن پہلے نزدیک کے معنی کی طرف جائے لیکن اصل مراد دور کا معنی ہو تو اسے علم بلاغت کی اصطلاح میں صنعت ایہام یا توریہ کہتے ہیں۔

مثال: پروانے کو لَو چراغ کی ہے مے کش کو ہوس ایاغ کی ہے (دیا شنکر نسیم)

[یہاں لَو کے قریبی معنی ہیں شعلہ اور دوسرا معنی ہے دھُن، جو دور کا ہے اور یہی معنی مراد ہیں۔]

5. **استخدام** : کسی شعر یا کلام میں ایسا لفظ استعمال کرنا جس کے دو معنی ہوں اور شاعر کی مراد ایک خاص معنی سے ہو لیکن ضمیر کے استعمال سے دوسرا معنی بھی مراد لیا جا سکتا ہو تو اسے علم بلاغت کی اصطلاح میں صنعت استخدام کہتے ہیں۔

مثال: تمھیں ہو ماہِ کامل میں تمھیں رہتے ہو لالے میں ملے مجھ سے تو فرمایا تمھیں کو داغؔ کہتے ہیں (داغؔ دہلوی)

[یہاں پہلے مصرعہ میں داغ سے شاعر کا تخلص مراد ہو سکتا ہے اور دوسرے مصرعے سے اس کا دوسرا معنی بھی برامد ہو سکتا ہے۔]

6. **تجاہل عارفانہ** : کسی شعر یا کلام میں کسی بات سے جان بوجھ کر انجان بننا علم بلاغت کی اصطلاح میں صنعت تجاہل عارفانہ کہلاتا ہے۔

مثال: پوچھتے ہیں وہ کہ غالبؔ کون ہے کوئی بتلاؤ کہ ہم بتلائیں کیا (غالبؔ)

7. **تلمیح** : کسی شعر یا کلام میں کسی مشہور واقعہ، قصہ، قول یا کسی مخصوص شخص کی طرف اشارہ کرنا علم بلاغت کی اصطلاح میں صنعت تلمیح کہلاتا ہے۔

مثال: بے خطر کود پڑا آتش نمرود میں عشق عقل ہے محوِ تماشائے لبِ بام ابھی (علامہ اقبالؔ)

[اس شعر میں اس مشہور واقعہ کی تلمیح ہے جس میں حضرت ابراہیمؑ کو نمرود نے آگ میں ڈال دیا تھا۔]

8. **تعلیق** : کسی شعر یا کلام میں ایک بات کو کسی بات کے ہونے یا نہ ہونے پر موقوف کرنا علم بلاغت کی اصطلاح میں صنعت تعلیق کہلاتا ہے۔

مثال: اگر مرتے ہوئے لب پر نہ تیرا نام آئے گا تو میں مرنے سے درگذرا مرے کس کام آئے گا (شادؔ عظیم آبادی)

9. **توجیہ / متحمل الضدین** : کسی شعر یا کلام میں ایسے الفاظ یا فقرے کا استعمال کرنا جس کے دو بالکل برعکس معنی ہوں اور کسی معنی کو دوسرے پر ترجیح نہ دے سکتے ہوں تو اسے علم بلاغت کی اصطلاح میں صنعت توجیہ یا متحمل الضدین کہتے ہیں۔

مثال: دشت کو دیکھ کے گھر یاد آیا   کوئی ویرانی سی ویرانی ہے   (غالبؔ)

[اس شعر کا ایک مفہوم یہ ھے کہ دشت میں کوئی خاص ویرانی نہیں ھے اتنی تو شاعر کے گھر میں بھی ھے۔دوسرا مفہوم یہ ھے کہ ویرانی اتنی زیادہ ھے کہ بے اختیار گھر کی یاد آ گئی۔]

10. **تنسیق الصفات** : کسی شعر یا کلام میں کسی کا ذکر اس کی کئی صفات کے ساتھ کرنا علم بلاغت کی اصطلاح میں صنعت تنسیق الصفات کہلاتا ہے۔

مثال: خوش رُو و خوش خرام و خوش اندام و خوش لگام   گل پوش و تیز ہوش و سمن گوش و سرخ فام   (میر انیسؔ)

[اس شعر میں گھوڑے کی آٹھ صفات کا اس طرح ذکر کرنا صنعت تنسیق الصفات کی مثال ھے۔]

11. **ارصاد/ تسہیم** : کسی شعر یا کلام میں پہلے ہی ایسے الفاظ کا استعمال کرنا جن سے یہ اندازہ ہو جائے کہ شعر کے اخیر میں کون سا لفظ یا قافیہ آئے گا علم بلاغت کی اصطلاح میں صنعت ارصاد یا صنعت تسہیم کہلاتا ہے۔

مثال: زندگی موت کے آنے کی خبر دیتی ہے   یہ اقامت ہمیں پیغامِ سفر دیتی ہے   (علامہ اقبالؔ)

[اس شعر میں پہلے سے ھی یہ اندازہ ھو جاتا ھے کہ دوسرے مصرعے میں قافیہ خبر ھو گا۔]

12. **عکس** : کسی شعر یا کلام میں دو چیزوں یا دو باتوں کا ذکر کرنا پھر ان کی ترتیب الٹ کر استعمال کرنا علم بلاغت کی اصطلاح میں صنعت عکس کہلاتا ہے۔

مثال: وفورِ اشک نے کاشانے کا کیا یہ حال   کہ ہو گئے مرے دیوار و در، در و دیوار   (غالبؔ)

[اس شعر میں پہلے 'دیوار و در' استعمال ھوا پھر ترتیب الٹ کر 'در و دیوار' کا استعمال کیا گیا۔]

13. **رجوع** : کسی شعر یا کلام میں ایک بات کہنا پھر کسی مقصد سے اس سے پلٹ جانا علم بلاغت کی اصطلاح میں صنعت رجوع کہلاتا ہے۔

مثال: ماہِ کامل صورت رو ہے مگر ابرو نہیں   ماہِ نو ہے مثل ابرو لیکن اسکے رو نہیں   (ناسخؔ)

14. **لف و نشر** : کسی شعر یا کلام میں پہلے چند چیزوں کا ذکر کرنا پھر ان کی مناسبت سے کچھ اور چیزوں کا بیان کرنا علم بلاغت کی اصطلاح میں صنعت لف و نشر کہلاتا ہے۔

اس کی تین قسمیں ہیں:

(الف) لف و نشر مرتب: اس میں بعد میں بیان کی جانے والی چیزوں کی ترتیب پہلے بیان کی گئی چیزوں کی ترتیب کے مطابق ہوتی ہے۔

مثال: نہ ہمت، نہ دل ہے، نہ قسمت، نہ آنکھیں   نہ ڈھونڈھا، نہ سمجھا، نہ پایا، نہ دیکھا   (غالبؔ)

[دھونڈنے کا رشتہ ھمت سے ھے، سمجھنے کا دل سے، پانے کا قسمت سے اور دیکھنے کا تعلق آنکھوں سے ھے ۔]

(ب) لف و نشر غیر مرتب: اس میں بعد میں بیان کی جانے والی چیزوں کی ترتیب پہلے بیان کی گئی چیزوں کی ترتیب کے مطابق نہیں ہوتی ہے۔

مثال: قبضوں سے تیغیں، جسم سے روحیں، تنوں سے سر   چھپتی تھیں، بھاگی جاتی تھیں، گرتے تھے خاک پر   (میر انیسؔ)

[دونوں مصرعوں کے موازنے سے یہ مفہوم برامد ھوتا ھے کہ قبضوں سے تیغیں بھاگی جاتی تھیں اور جسم سے روحیں چھپتی تھیں یہ ترتیب کے مطابق نہیں ھے۔]

(ج) لف و نشر معکوس : اس میں بعد میں بیان کی جانے والی چیزوں کی ترتیب پہلے بیان کی گئی چیزوں کی ترتیب کے برعکس ہوتی ہے۔

مثال: روئے تاباں، زلف مشکیں، قامت رعنا ترا   سرو ہے، سنبل ہے اور خورشید عالم تاب ہے

[اس شعر میں سرو کا تعلق قامت رعنا سے اور خورشید عالم تاب کا روئے تاباں سے ھے جن کی ترتیب الٹ گئی ھے۔]

15. **حسن تعلیل** : کسی شعر یا کلام میں کسی بات کی ایسی وجہ بتانا جو حقیقی نہ ہو لیکن سن کر پسند آئے علم بلاغت کی اصطلاح میں صنعت حسن تعلیل ہے۔

مثال: پیاسی جو تھی سپاہ خدا تین رات کی   ساحل پہ سر پٹکتی تھیں موجیں فرات کی   (میر انیسؔ)

بے وجہ زلزلہ یہ نہیں مشرقین کو　　جلاد ذبح کرتا ہے رن میں حسین کو　　(نظیر اکبر آبادی)

مثالِ ماہیِ بے آب موج تڑپا کی　　حباب پھوٹ کے روئے جو تم نہا کے چلے　　(میر انیسؔ)

16. **حسن طلب** : کسی شعر یا کلام میں خوبصورت اور پسندیدہ انداز سے کسی چیز کے مانگنے کو علم بلاغت کی اصطلاح میں صنعت حسن طلب کہتے ہیں۔

مثال: آپ کا بندہ اور پھروں ننگا　　آپ کا نوکر اور کھاؤں ادھار　　(غالبؔ)

17. **مبالغہ** : کسی شعر یا کلام میں کسی بات کو بیان کرتے ہوئے حد سے بڑھ جانے کو علم بلاغت کی اصطلاح میں صنعت مبالغہ کہتے ہیں۔

اس کی تین قسمیں ہیں:

(الف) تبلیغ : ایسا مبالغہ جو عقل اور عادت دونوں کے اعتبار سے ممکن ہو تبلیغ کہلاتا ہے۔

مثال: دل کے نالوں سے جگر دکھنے لگا　　یاں تلک روئے کہ سر دکھنے لگا

[اس شعر میں دل کی تکلیف سے جگر میں بھی تکلیف پیدا ہوجانااور رونے کی زیادتی سے سر کا دکھنا عقل اور عادت دونوں سے ممکن ہے۔]

(ب) اغراق : ایسا مبالغہ، جو عقل سے تو ممکن ہو لیکن عادت کے اعتبار سے ناممکن ہو، اغراق کہلاتا ہے۔

مثال: گرگ نے دورِ عدل میں اس کے　　سیکھ لی رسم و راہِ چوپانی　　(مومن)

[اس شعر میں گرگ یعنی بھیڑیے کا چوکیداری کا کام سیکھ لینا عقل سے تو ممکن ہے لیکن عادتاً ممکن نہیں ہے۔]

(ج) غلو : ایسا مبالغہ جو عقل اور عادت دونوں کے اعتبار سے محال ہو غلو کہلاتا ہے۔

مثال: گر آنکھ سے نکل کے ٹھہر جائے راہ میں　　پڑ جائیں لاکھ آبلے پائے نگاہ میں　　(میر انیسؔ)

[پائے نگاہ کا وجود اوراس میں آبلوں کا پڑ جانانہ عقل سے ممکن ہے نہ عادت سے]

صنائع لفظی: اس کے تحت معنی سے الگ ہٹ کر الفاظ کے استعمال کی خوبیوں کا مطالعہ کرتے ہیں۔ چند اہم صنائع لفظی درج ذیل ہیں:

1. **اشتقاق** : کسی شعر یا کلام میں چند ایسے الفاظ کا استعمال کرنا جو ایک ہی اصل کے ہوں اور ان کے حروف کی ترتیب اور معنی میں بھی موافقت ہو، علم بلاغت کی اصطلاح میں صنعت اشتقاق کہلاتا ہے۔

مثال: اصل شہود و شاہد و مشہود ایک ہے　　حیراں ہوں پھر مشاہدہ ہے کس حساب میں　　(غالبؔ)

[شہود، شاہد، مشہود اور مشاہدہ ایک ہی اصل کے الفاظ ہیں جن کے حروف کی ترتیب اور معنی میں بھی موافقت ہے]

2. **شبہ اشتقاق** : کسی شعر یا کلام میں چند ایسے الفاظ کا استعمال کرنا جو بظاہر ایک ہی اصل کے لگتے ہوں اور ان کے حروف کی ترتیب بھی اصل کے مطابق ہو لیکن حقیقت میں ایسا نہ ہو، علم بلاغت کی اصطلاح میں صنعت شبہ اشتقاق کہلاتا ہے۔

مثال: نکتہ مشتاقِ یار ہے اپنا　　شاعری تو شعار ہے اپنا　　(غالبؔ)

[اس شعر میں شاعری اور شعار دیکھنے میں ایک ہی اصل کے لگتے ہیں لیکن حقیقت میں ایسا نہیں ہے]

3. **تکرار / تکریر**: کسی شعر یا کلام میں ایک ہی لفظ کو بار بار استعمال کرنا علم بلاغت کی اصطلاح میں صنعت تکرار یا صنعت تکریر کہلاتا ہے۔

مثال: روتے روتے کون سویا خاک پر　　ملتے ملتے کس کا جھولا رہ گیا　　(مائلؔ حیدر آبادی)

آتی تھی بات بات مجھے بار بار یاد　　کہتا تھا دوڑ دوڑ کے قاصد سے راہ میں

جو کہتا تھا شب بھر سنبھلنا، سنبھلنا　　وہی لڑکھڑایا، سویرے سویرے

کسی کو اب کسی کا غم نہیں ہے　　کسی کا غم کسی سے کم نہیں ہے　　(بی. زیڈ. مائل)